

فہم دین کا مصدر، فہم سلف صالحین

ابو عبد اللہ صارم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

(النساء 4 : 115)

”جو کوئی حق واضح ہو جانے کے بعد میرے رسول کی نافرمانی کرے اور مومنوں کے علاوہ کسی اور راستے کی پیروی کرے گا، ہم اسے پھیر دیں گے، جدھر وہ پھرے گا، اسے جہنم رسید کر دیں گے اور یہ بُرا ٹھکانہ ہے۔“

سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کی پیروی دراصل حق کی پیروی ہے، جو نجاتِ اخروی کی ضمانت ہے اور ان کی مخالفت حق کی مخالفت ہے۔ یہ امت کا بہترین گروہ تھے۔ ان کے دور کو ”خیر القرون“ قرار دیا گیا اور ان کے منہج کو ”سبیل المؤمنین“ سے موسوم کیا گیا۔

سلف صالحین کا اتفاقی فہم ”اجماع“ کہلاتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور اس کا اتباع واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ جو لوگ سلف صالحین کے منہج و عقیدہ اور اجماع کو تسلیم کرتے ہیں، وہی اہل سنت والجماعت ہیں۔

سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کا فہم دین ہی اسلم، اعلم اور احکم ہے، کیونکہ وہ ورع و تقویٰ اور علم و فضل میں فائق تھے۔ وہ تکلف کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ ان کے استنباط و اجتہاد بعد والوں سے مقدم ہے۔ وہ بعد والوں سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ سے

محبت کرنے والے، آپ ﷺ کی سنتوں اور اداؤں کو اپنانے والے تھے۔ وہ اتباعِ سنت پر حریص تھے۔ امت میں خیر و برکت اور علم و فضل انہی کے سبب سے ہے۔ وہ حفظ و اتقان، دیانت اور روایت و درایت میں اس قدر بلند تھے کہ معیارِ حق کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہر گمراہی سے بچنے کا ایک ہی حل ہے کہ سلفِ صالحین کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے اور فہمِ قرآن و حدیث میں انہی پر اعتماد کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں بہت شدید تھے، اسی لیے شریعت کے معانی و حقائق جو ان پر کھلے، بعد والے ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

✽ محبِ اہل سنت، مفنن و مؤرخِ دیارِ مصر، علامہ مقریزی رحمہ اللہ (م: 845ھ) فرماتے ہیں:

وَأَصْلُ كُلِّ بِدْعَةٍ فِي الدِّينِ؛ الْبُعْدُ عَنْ كَلَامِ السَّلَفِ،
وَالْإِنْحِرَافُ عَنِ اعْتِقَادِ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ.

”دین میں ہر بدعت کی جڑ کلامِ سلف سے دُوری اور صدرِ اوّل کے عقیدے سے انحراف ہی بنتی ہے۔“ (المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار: 4/198)

✽ ذہبی دورانِ محقق، علامہ، عبدالرحمن، معلی رحمہ اللہ (1313-1386ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ وَتَصَفَّحَ السُّنَّةَ وَالتَّارِيخَ؛ عَلِمَ يَقِينًا أَنَّهُ لَمْ
يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ السَّلَفِ مَا خَذُوا يَأْخُذُونَ مِنْهُ عَقَائِدَهُمْ غَيْرَ
الْمَأْخُذِينَ السَّلَفِيِّينَ، وَأَنَّهُمْ كَانُوا بِغَايَةِ الثِّقَةِ بِهِمَا وَالرَّغْبَةِ
عَمَّا عَدَاهُمَا، وَإِلَى ذَلِكَ دَعَاهُمُ الشَّرْعُ، حَتَّى لَا تَكَادُ تَحُلُوا
آيَةً مِّنْ آيَاتِ الْقُرْآنِ مِنَ الْحَضِرِ عَلَى ذَلِكَ، وَهَذَا يَقْضِي

فَضَاءً بَاتًا بِأَنَّ عَقَائِدَهُمْ هِيَ الْعَقَائِدُ الَّتِي يُثْمَرُهَا الْمَأْخَذَانِ
السَّلَفِيَّانِ، يَقْطَعُونَ بِمَا يُفِيدَانِ فِيهِ عِنْدَهُمُ الْقَطْعَ، وَيُظَنُّونَ مَا
لَا يُفِيدَانِ فِيهِ إِلَّا الظَّنَّ، وَيَقِفُونَ عَمَّا عَدَا ذَلِكَ، وَهَذَا هُوَ الَّذِي
تَبَيَّنَهُ الْأَخْبَارُ الْمَنْقُولَةُ عَنْهُمْ كَمَا تَرَاهَا فِي التَّفَاسِيرِ السَّلَفِيَّةِ
وَكُتِبِ السُّنَّةُ، وَهُوَ الَّذِي نَقَلَهُ أَصَاغِرُ الصَّحَابَةِ عَنْ أَكْبَارِهِمْ،
ثُمَّ نَقَلَهُ أَعْلَمُ التَّابِعِينَ بِالصَّحَابَةِ وَأَخْصَهُمْ بِهِمْ وَأَتَّبَعَهُمْ لَهُمْ
عَنْهُمْ، ثُمَّ نَقَلَهُ صِغَارُ التَّابِعِينَ عَنْ كِبَارِهِمْ، وَهَكَذَا نَقَلَهُ عَنِ
التَّابِعِينَ أَعْلَمُ أَتْبَاعِهِمْ بِهِمْ، وَأَتَّبَعَهُمْ لَهُمْ، وَهَلُمَّ جَرًّا، وَهَذَا
قَوْلُ السَّلَفِيِّينَ فِي عَقِيدَةِ السَّلَفِ، وَيُؤَافِقُهُمْ عَلَيْهِ أَكْبَرُ النُّظَارِ .

”جو شخص قرآن کریم پر غور کرے اور حدیث و تاریخ کی ورق گردانی کرے گا،
وہ یقینی طور پر جان لے گا کہ اپنے عقائد بنانے کے لیے سلف صالحین کے
سامنے یہی دو مصادر (قرآن و حدیث) تھے، جو سلفیوں کے پاس ہیں۔ اسلاف
ان مصادر پر انتہا درجہ اعتماد کرتے تھے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں سے بہت
زیادہ بے رغبت تھے۔ شریعت اسلامیہ نے انہیں اسی طرف دعوت دی تھی، حتیٰ
کہ قرآن کریم کی کوئی بھی آیت کریمہ اس طرف رغبت دلانے سے خالی نہیں۔
یہ امر قطعی فیصلہ کر دیتا ہے کہ صرف اسلاف امت کے عقائد ہی سلفی مصادر
سے اخذ کردہ ہیں۔ وہ انہی عقائد کو قطعی قرار دیتے تھے، جنہیں ان کے نزدیک
قرآن و سنت قطعی قرار دیتے تھے اور جن معاملات کو قرآن و سنت ظنی قرار
دیتے تھے، صرف انہی کو اسلاف ظنی قرار دیتے تھے۔ اس کے علاوہ باقی باتوں

سے وہ توقف کرتے تھے۔ اسلاف سے منقول روایات اسی بات کو بیان کرتی ہیں۔ یہ روایات آپ کو سلفی تفاسیر اور کتب حدیث میں مل سکتی ہیں۔ انہی باتوں کو اصغر صحابہ نے اکابر صحابہ سے بیان کیا ہے، پھر ان سے وہ تابعین بیان کرتے ہیں، جو صحابہ کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، ان سے خصوصی تعلق رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر ان کے پیروکار تھے۔ پھر صغار تابعین نے کبار تابعین سے اور ان سے تبع تابعین نے بیان کیا، جو ان کے بارے میں سب سے بڑھ کر جاننے والے اور ان کی سب سے بڑھ کر پیروی کرنے والے تھے۔ یہ معاملہ اسی طرح جاری رہا۔ سلفی لوگوں کا سلف کے عقیدے کے بارے میں یہی موقف ہے اور اس سلسلے میں بڑے بڑے فلسفیوں نے بھی ان کی تائید کی ہے۔“ (القائد إلی تصحیح العقائد، ص: 199)

✽ علامہ محمد بن ابراہیم، ابن وزیر، یمانی رحمۃ اللہ علیہ (775-840ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ عَلِمَ تَعْظِيمَ خَلْفِهِمْ لِسَلَفِهِمْ، وَعَلِمَ أَنَّ الْإِقْتِدَاءَ بِسَلَفِهِمْ خَيْرٌ مِّنَ الْإِقْتِدَاءِ بِخَلْفِهِمْ بِالنَّصِّ فِي خَيْرِ الْقُرُونِ، ---، فَلَا يَشُكُّ مُنْصَفٌ أَنَّ الْإِقْتِدَاءَ بِسَلَفِهِمْ أَرْجَحُ، ---، وَيَسْعُنَا مَا وَسِعَ السَّلَفَ الصَّالِحَ لِلْإِجْمَاعِ عَلَى صَلَاحِهِمْ.

”بعد والوں کا اپنے اسلاف کی تعظیم کرنا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، اسی طرح یہ بھی معلوم حقیقت ہے کہ سلف کی پیروی خلف کی اقتدا سے بہتر ہے، کیونکہ خیر القرون کے بارے میں نص وارد ہو چکی ہے۔۔۔ لہذا کوئی منصف مزاج شخص اس بات میں شک نہیں کرتا کہ سلف کی پیروی ہی رائج ہے۔۔۔ ہمیں

وہی چیز کافی ہو جائے گی، جو سلف صالحین کو کافی ہوئی تھی، کیونکہ ان کے نیک ہونے پر اجماع ہے۔“ (إیثار الحق علی الخلق، ص: 103)

❁ امام، ابو حاتم، محمد بن ادریس، رازی رحمہم اللہ (195-277ھ) فرماتے ہیں:

الْعِلْمُ عِنْدَنَا مَا كَانَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ كِتَابٍ نَاطِقٍ، نَاسِخٍ
غَيْرِ مَنْسُوخٍ، وَمَا صَحَّتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ مِمَّا لَا مُعَارِضَ لَهُ، وَمَا جَاءَ عَنِ الْأَلْبَاءِ مِنَ
الصَّحَابَةِ؛ مَا اتَّفَقُوا عَلَيْهِ، فَإِذَا اخْتَلَفُوا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ
اخْتِلَافِهِمْ، فَإِذَا خَفِيَ ذَلِكَ وَلَمْ يُفْهَمْ؛ فَعَنِ التَّابِعِينَ، فَإِذَا لَمْ
يُوجَدْ عَنِ التَّابِعِينَ، فَعَنِ أَيْمَةِ الْهُدَى مِنْ أَتْبَاعِهِمْ؛ مِثْلُ أَيُّوبَ
السَّخْتِيَانِيِّ، وَحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، وَسُفْيَانَ،
وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَالْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، ثُمَّ مِنْ بَعْدُ
مَا لَمْ يُوجَدْ عَنْ أَمْثَالِهِمْ؛ فَعَنِ مِثْلِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ،
وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ، وَيَحْيَى بْنِ آدَمَ،
وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَوَكَيْعَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ؛ مُحَمَّدَ
بْنَ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ، وَيَزِيدَ بْنَ هَارُونَ، وَالْحُمَيْدِيِّ، وَأَحْمَدَ
ابْنَ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيِّ، وَأَبِي عُيَيْدٍ
الْقَاسِمِ بْنِ سَلَامٍ.

”ہمارے نزدیک علم (شریعت) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابِ ناطق

(قرآن کریم) کی صورت میں غیر منسوخ ہو، نیز رسول اکرم ﷺ سے منقول وہ صحیح احادیث، جو غیر معارض ہوں اور وہ اتفاقی مسائل جو صحابہ کرام سے منقول ہیں۔ البتہ جب وہ اختلاف کریں، تو بھی کوئی مسلمان ان کے اختلاف سے باہر نہیں نکل سکتا (یعنی ان کے دو اختلافی اقوال کے مقابلے میں کوئی تیسرا قول نہیں اپنا سکتا)۔ جب صحابہ کرام سے ایسا کچھ نہ ملے، تو پھر تابعین کرام سے۔ جب تابعین کرام سے بھی نہ ملے، تو تبع تابعین کے ائمہ ہدیٰ سے لیا جائے گا، مثلاً امام ایوب سختیانی، امام حماد بن زید، امام حماد بن سلمہ، امام سفیان، امام مالک بن انس اور امام اوزاعی، امام حسن بن صالح رحمہ اللہ۔ پھر جب ان جیسے ائمہ سے بھی کوئی بات نہ ملے، تو امام عبد الرحمن بن مہدی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام عبد اللہ بن ادریس، امام یحییٰ بن آدم، امام سفیان بن عیینہ، امام وکیع بن جراح اور ان کے بعد والے ائمہ، مثلاً امام محمد بن ادریس شافعی، امام یزید بن ہارون، امام حمیدی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن ابراہیم حنظلی اور امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔“

(الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی: 1/433، وسندہ حسن)

❁ یہ قول نقل کرنے کے بعد امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَصَدَ أَبُو حَاتِمٍ إِلَى تَسْمِيَةِ هَؤُلَاءِ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا الْمَشْهُورِينَ مِنْ أُمَّةٍ أَهْلِ الثَّرِ فِي أَعْصَارِهِمْ، وَلَهُمْ نُظَرَاءُ كَثِيرُونَ مِنْ أَهْلِ كُلِّ عَصْرِ أُولُو نَظَرٍ وَاجْتِهَادٍ، فَمَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ فَهُوَ الْحُجَّةُ، وَيَسْقُطُ الْاجْتِهَادُ مَعَ إِجْمَاعِهِمْ، فَكَذَلِكَ إِذَا اخْتَلَفُوا

عَلَى قَوْلَيْنِ؛ لَمْ يَجْزُ لِمَنْ بَعْدَهُمْ إِحْدَاثُ قَوْلٍ ثَالِثٍ .
 ”امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے یہ نام اس لیے ذکر کیے ہیں کہ یہ اپنے زمانے کے مشہور ائمہ محدثین تھے۔ ہر دور میں ان ائمہ کے ہم پلہ اور بھی اہل نظر و اجتہاد موجود رہے ہیں۔ جس بات پر یہ ائمہ دین اجماع کر لیں، وہ حجت بن جاتی ہے اور ان کے اجماع کے بعد اس مسئلے میں اجتہاد کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب ان ائمہ سے کسی مسئلے میں اختلاف کرتے ہوئے دو اقوال منقول ہوں، تو بعد والوں کے لیے کوئی تیسرا قول نکالنا جائز نہیں ہوگا۔“

(الفقیہ والمتفقہ: 433/1)

❀ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (107-198ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ يَأْتِي بِمَنْ قَبْلَهُ؛ فَهُوَ إِمَامٌ لِّمَنْ بَعْدَهُ .

”اپنے اسلاف کی پیروی کرنے والا بعد والوں کا امام بن جاتا ہے۔“

(الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی: 436/1، وسندہ صحیح)

❀ ثقہ اور صالح امام، عبداللہ بن داؤد، خرمی رحمہ اللہ (م: 213ھ) فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ، لَوْ بَلَّغْنَا أَنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَزِيدُوا فِي الْوُضُوءِ عَلَى غَسْلٍ أَظْفَارِهِمْ؛ لَمَا زِدْنَا عَلَيْهِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ خُزَيْمَةَ: يُرِيدُ أَنَّ الدِّينَ الْإِتِّبَاعُ .

”اللہ کی قسم! اگر ہمیں یہ بات معلوم ہو کہ اسلاف امت نے وضو میں صرف اپنے ناخن دھوئے ہیں، تو ہم اس سے زیادہ نہیں کریں گے۔ امام ابو بکر ابن خزمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام خرمی رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ دین (اسلاف کی)

پیروی کا نام ہے۔“ (الفقیہ والمتفقہ للخطیب: 389/1، وسندہ صحیح)

✽ مؤرخ اسلام و مفسر قرآن، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) لکھتے ہیں:

فَأَهْلُ الْأَدْيَانِ قَبْلَنَا اخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ عَلَى آرَاءٍ وَمِلَلٍ بَاطِلَةٍ،
وَكُلُّ فُرْقَةٍ مِنْهُمْ تَزْعُمُ أَنَّهَا عَلَى شَيْءٍ، وَهَذِهِ الْأُمَّةُ أَيْضًا
اخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ عَلَى نَحْلِ؛ كُلُّهَا ضَلَالَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً، وَهُمْ
أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، الْمُتَمَسِّكُونَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّدْرُ الْأَوَّلُ مِنَ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ فِي قَدِيمِ الدَّهْرِ وَحَدِيثِهِ.

”ہم سے پہلے اہل ادیان نے بہت سی آراء اور باطل مذاہب کے ساتھ باہم
اختلاف کیا۔ ان میں سے ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہی حق پر ہے۔ اس
امت نے بھی اختلاف کرتے ہوئے بہت سے مسالک بنا لیے ہیں۔ یہ سب
کے سب گمراہی پر مبنی ہیں، سوائے ایک کے اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں،
جو کہ کتاب اللہ، سنت رسول اور اس طریقے کو لازم پکڑے ہوئے ہیں، جس پر
صدرِ اول میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ہر دور کے ائمہ مسلمین کاربند تھے۔“

(تفسیر ابن کثیر: 316/6، 317، ت سلامة)

نیز فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؛ فَيَقُولُونَ فِي كُلِّ فِعْلٍ وَقَوْلٍ لَمْ
يَثْبُتْ عَنِ الصَّحَابَةِ : هُوَ بِدْعَةٌ؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ خَيْرًا لَسَبَقُونَا
إِلَيْهِ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتْرَكُوا خَصْلَةً مِّنْ خِصَالِ الْخَيْرِ؛ إِلَّا وَقَدْ
بَادَرُوا إِلَيْهَا.

”اہل سنت والجماعت تو صحابہ کرام سے غیر ثابت ہر قول و فعل کو بدعت کہتے ہیں، اس لیے کہ اگر وہ بھلائی کا کام ہوتا، تو صحابہ کرام اسے کرنے میں ہم پر ضرور سبقت لے گئے ہوتے، کیونکہ صحابہ کرام بھلائی کے ہر کام کی طرف دوڑ لگاتے تھے۔“ (تفسیر ابن کثیر: 7/278، 279)

✽ حجة الاسلام، امام تفسیر، مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ (م: 101/104ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا فَسَّرَ الشَّيْءَ؛ رَأَيْتُ عَلَيْهِ نُورًا.

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بھی کسی آیت کی تفسیر فرماتے، تو میں ان پر ایک نور دیکھتا تھا۔“

(زوائد فضائل الصحابة لعبد الله بن أحمد بن حنبل: 1935، تهذيب الآثار لمحمد بن جرير الطبري: 289، الطبقات لأبي عروبة الحراني، ص: 69، وسنده صحيح)

✽ شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، ابن قیم رحمہ اللہ (691-751ھ) فرماتے ہیں:

فَأَيُّ خَصْلَةٍ خَيْرٍ لَّمْ يَسْبِقُوا إِلَيْهَا؟ وَأَيُّ خُطَّةٍ رُشِدٍ لَّمْ يُسْتَوَلَوْا عَلَيْهَا؟ تَاللَّهِ، لَقَدْ وَرَدُوا رَأْسَ الْمَاءِ مِنْ عَيْنِ الْحَيَاةِ عَذْبًا صَافِيًا زُلَالًا، وَأَيَّدُوا قَوَاعِدَ الْإِسْلَامِ فَلَمْ يَدْعُوا لِأَحَدٍ بَعْدَهُمْ مَقَالًا، فَتَحُوا الْقُلُوبَ بِعَدْلِهِمْ بِالْقُرْآنِ وَالْإِيمَانِ، وَالْقُرَى بِالْجِهَادِ بِالسَّيْفِ وَالسِّنَانِ، وَالْقَوَا إِلَى التَّابِعِينَ مَا تَلَقَّوْهُ مِنْ مَّشْكَاةِ النُّبُوَّةِ خَالِصًا صَافِيًا، وَكَانَ سَنَدُهُمْ فِيهِ عَنْ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، عَنْ جِبْرِيلَ، عَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَنَدًا صَحِيحًا عَالِيًّا، وَقَالُوا: هَذَا عَهْدُ نَبِينَا إِلَيْنَا وَقَدْ عَهِدْنَا

إِلَيْكُمْ، وَهَذِهِ وَصِيَّةُ رَبِّنَا وَفَرَضُهُ عَلَيْنَا، وَهِيَ وَصِيَّتُهُ وَفَرَضُهُ عَلَيْكُمْ، فَجَرَى التَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ عَلَى مِنْهَاجِهِمُ الْقَوِيمِ، وَافْتَتَوْا عَلَى آثَارِهِمْ صِرَاطَهُمُ الْمُسْتَقِيمِ، ثُمَّ سَلَكَ تَابِعُو التَّابِعِينَ هَذَا الْمَسْلَكَ الرَّشِيدَ، ﴿وَهْدُوا إِلَى الطِّيبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهْدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ﴾ (الحج 22 : 24)، وَكَانُوا بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَنْ قَبْلَهُمْ، كَمَا قَالَ أَصْدَقُ الْقَائِلِينَ : ﴿ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ * وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ﴾ (الواقعة 56 : 13، 14) .

”کون سا بھلائی والا کام ہے، جس میں صحابہ کرام نے سبقت نہیں کی اور کون سا خیر کا راستہ ہے، جو انہوں نے نہیں اپنایا؟ اللہ کی قسم! وہ چشمہ حیات کے بیٹھے، صاف پانی پر وارد ہوئے اور انہوں نے اسلامی قوانین کی اس انداز سے تائید کی کہ بعد والوں کے کلام کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ انہوں نے قرآن و ایمان کے ساتھ عدل کر کے دلوں کو جیتا اور تلواروں اور نیزوں کے ساتھ جہاد کر کے بستیوں کو فتح کیا۔ انہوں نے نبوت کی قدیل سے جو کچھ حاصل کیا تھا، اسے خالص اور صاف حالت میں تابعین کو منتقل کر دیا۔ ان کی صحیح اور عالی سند اپنے نبی سے جبریل کے واسطے رب العالمین تک پہنچتی تھی۔ انہوں نے فرمایا: یہ ہمارے نبی ﷺ کی ہمیں وصیت تھی اور یہی وصیت ہم تمہیں کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے رب کی ہمیں وصیت اور اس کا ہم پر فرض تھا اور یہی وصیت اور فرض تمہارے لیے بھی ہے۔ تابعین عظام، صحابہ کرام کے سیدھے راستے پر چلے اور انہوں نے صحابہ کرام ہی کے نقش قدم پر صراطِ مستقیم طے کیا۔ پھر تبع

تابعین اس بھلائی والے راستے پر چلے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَهْدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهْدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ﴾

(الحج 22 : 24) (ان کی پاکیزہ کلام اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف راہنمائی کی گئی)۔ ان کی بعد والوں سے نسبت یوں ہے، جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ * وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ﴾ (الواقعة 56 : 13، 14)

(پہلوں میں سے ایک بڑا گروہ اور بعد والوں میں سے تھوڑے سے لوگ [سبقت لے جانے والوں میں شامل ہوں گے])۔

(إعلام الموقعين عن رب العالمين: 5/1)

ناصر الحدیث، امام، محمد بن ادریس، ثنائی رحمہ اللہ (150-204ھ) فرماتے ہیں :

وَالْعِلْمُ مِنْ وَجْهَيْنِ؛ اتِّبَاعٍ وَاسْتِنْبَاطٍ، وَالِاتِّبَاعُ؛ اتِّبَاعُ كِتَابٍ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فُسْنَةً، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقَوْلُ عَامَّةٍ مِّنْ سَلَفِنَا لَا نَعْلَمُ لَهُ مُخَالَفًا، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِقْيَاسٌ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِقْيَاسٌ عَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِقْيَاسٌ عَلَى قَوْلِ عَامَّةٍ سَلَفِنَا لَا مُخَالَفَ فِيهِ .

”علم کی دو اقسام ہیں؛ ایک اتباع اور دوسری استنباط۔ اتباع کتاب اللہ کا ہو گا۔ اگر کتاب اللہ (میں) پیش آمدہ مسئلہ کا حل (نہ ہو، تو سنتِ رسول کا۔ اگر سنتِ رسول میں بھی نہ ہو، تو ہمارے اسلاف کی ایسی جماعت کا جن کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف ہمیں معلوم نہ ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو، تو کتاب اللہ پر قیاس کیا جائے گا، اگر یہ بھی نہ ہو، تو سنتِ رسول پر قیاس کیا جائے گا اور اگر یہ بھی

نہ ہو، تو جماعتِ اسلاف کے اس قول پر قیاس کیا جائے گا، جس کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف نہ ہو۔“ (مختلف الحديث، ص: 91)

❁ شیخ الاسلام والمسلمین، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

فَعَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الدِّينِ إِلَّا تَبَعًا لِّمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ، وَلَا يَتَقَدَّمُ بَيْنَ يَدَيْهِ، بَلْ يَنْظُرُ مَا قَالَ، فَيَكُونُ قَوْلُهُ تَبَعًا لِّقَوْلِهِ وَعَمَلُهُ تَبَعًا لِأَمْرِهِ، فَهَكَذَا كَانَ الصَّحَابَةُ وَمَنْ سَلَكَ سَبِيلَهُمْ مِّنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَائِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، فَلِهَذَا لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْهُمْ يُعَارِضُ النُّصُوصَ بِمَعْقُولِهِ، وَلَا يُؤَسِّسُ دِينًا غَيْرَ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ، وَإِذَا أَرَادَ مَعْرِفَةَ شَيْءٍ مِّنَ الدِّينِ وَالْكَلامِ فِيهِ؛ نَظَرَ فِيمَا قَالَهُ اللَّهُ وَالرَّسُولُ، فَمِنْهُ يَتَعَلَّمُ وَبِهِ يَتَكَلَّمُ، وَفِيهِ يَنْظُرُ وَيَتَفَكَّرُ، وَبِهِ يَسْتَدِلُّ، فَهَذَا أَصْلُ أَهْلِ السُّنَّةِ .

”ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی دینی معاملے میں وہی بات کرے، جو رسول اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع ہو۔ آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے، بلکہ آپ ﷺ کے فرمان ہی کو دیکھے۔ چنانچہ اس کا قول آپ ﷺ کے فرمان اور اس کا فعل، آپ ﷺ کے حکم مبارک کے تابع ہو جائے۔ صحابہ کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین عظام اور ائمہ مسلمین ایسا ہی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی عقل کو نصوص کے مقابلے میں نہیں لاتا تھا، نہ ہی رسول اکرم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کے علاوہ کوئی دین بناتا تھا۔ وہ جب کسی دینی معاملے

کی معرفت اور اس بارے میں بات کرنے کا ارادہ کرتے، تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کو دیکھتے۔ وہ اسی سے سیکھتے اور اسی پر مبنی بات کرتے، اسی میں تدبیر و تفکر کرتے اور اسی سے استدلال کرتے تھے۔ یہی اہل سنت والجماعت کی بنیاد ہے۔“ (مجموع الفتاویٰ: 63/13)

معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف قرآن و حدیث ہی کے پیروکار تھے اور اسی پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

✽ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں جابر بن یزید ازدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقِينِي ابْنُ عُمَرَ، فَقَالَ: يَا جَابِرُ، إِنَّكَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَتَسْتَسْتَفْتِي، فَلَا تُفْتِنَنَّ إِلَّا بِكِتَابٍ نَاطِقٍ أَوْ سُنَّةٍ مَاضِيَةٍ.

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھے ملے اور فرمایا: جابر! آپ اہل بصرہ کے فقہا میں سے ہیں۔ آپ سے مسائل پوچھے جائیں گے، لیکن آپ صرف کتاب اللہ، سنت رسول اور گزشتہ (لوگوں کے) طریقے کے مطابق ہی فتویٰ دینا۔“

(التاریخ الكبير للبخاري: 204/2، الإحكام في أصول الأحكام لابن حزم:

540/8، وسنده صحيح)

قرآن و حدیث کو سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کے فہم و منہج اور عمل کے مطابق ہی سمجھنا چاہیے۔ یہی مسلک اہل حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی مسلک پر زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین!

